تاریخ دربار دہلی

۱۲ دسمبر سنہ ۱۹۱۱ء

یعنی حضور ملک معظم جارج پنجم کی رسم تاجپوشی ہندوستان

جسمیں

اوّل سے لیکر آخر تک دربار کے تمام حالات چشم دید لکھے
گئے اور ہر مقام کے نقشے بھی لگائے ہیں

مرتبہ

سید ظہور الحسن مالک کارخانہ احسن التجارت قومی پریس دہلی
کٹرہ نظام الملک زیر جامع مسجد

ہلالی پریس دہلی میں طبع کراکے شائع کیا

جملہ حقوق محفوظ ہیں

CHECKED
1997

فہرست مضامین کتاب دربار دہلی دسمبر سنہ ۱۹۱۱ء

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	پہلا باب	
۱	حضور جارج پنجم کی مختصر سوانحعمری	۱
۲	مدینہ جہاز کا نقشہ	۸
	دوسرا باب	
۳	خیر مقدم	۹
۴	مسدس در تہنیت	۱۲
۵	دہلی کی عرض	۱۵
	تیسرا باب	
۶	دہلی کا عظیم الشان منظر	۱۷
۷	دربار دہلی کا پروگرام	۲۲
۸	شاہ کی موٹر کار کا نقشہ	۲۴
۹	ورود قیصری	۲۵
۱۰	قلعہ کا دیوان عام	۳۰
۱۱	جلوس کا ورود شہر میں	۴۱
۱۲	اعلیٰ حکام کا جلوس	۴۲
۱۳	شاہی جلوس	۴۳
۱۴	جلوس کا نقشہ	۴۸
۱۵	چاندنی چوک	۵۲
۱۶	پہاڑی کا چبوترہ یا برج	۵۴
۱۷	اعلیٰ حضرت ملک معظم	۵۶
	چوتھا باب	۶۰
۱۸	ملک معظم کا جواب	۶۲
	پانچواں باب	۶۴
	چھٹا باب	
۱۹	شاہی کیمپ میں نماز	۶۹
	ساتواں باب	
۲۰	کورٹ سرکولر	۷۵
۲۱	لائٹ ریلوے	۷۷

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۲	بڑی ریلوے لائن	۷۹
	آٹھواں باب	
۲۳	جلیل الشان دربار	۸۱
۲۴	دربار میں اہل دہلی کے جانیکی تیاریاں	۸۵
۲۵	ایمفی تھیٹر	۸۹
۲۶	تخت شاہی	۹۰
۲۷	نشستوں کی ترتیب اور لوگوں کی آمد	۹۱
۲۸	ملک معظم کا نزول اجلال	۹۳
۲۹	غاشیہ اور تاج شاہی	۹۴
۳۰	شاہ کی اسپیچ	۹۵
۳۱	ملک معظم کا اعلان	۹۸
۳۲	مجرے کی تقریب	۱۰۳
۳۳	ایمفی تھیٹر کا نقشہ	۱۰۴
۳۴	ایمفی تھیٹر کا حیرتناک منظر	۱۰۵
۳۵	دعوت شاہنشاہی	۱۰۷
	نواں باب	
۳۶	۱۳۔ دسمبر سنہ ۱۹۱۱ء	۱۰۹
۳۷	بہادران غدر کا ایڈریس	۱۱۲
۳۸	شاہ کا جواب	۱۱۳
۳۹	ملکہ معظمہ کی مہارانیان ہند سے ملاقات	۱۱۵
۴۰	گارڈن پارٹی	۱۱۷
۴۱	بادشاہی میلہ	۱۲۰
۴۲	بادشاہی میلہ کا پروگرام	۱۲۱

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۴۳	جلوس اہل ہنود	۱۲۲
۴۴	جلوس اہل اسلام	۱۲۳
۴۵	فوجی ریویو	۱۲۵
۴۶	دربار عطائے تمغہ جات	۱۲۶
۴۷	نئے دارالسلطنت کا سنگ بنیاد	״
۴۸	تقریر گورنر جنرل	۱۲۸
۴۹	تقریر شہنشاہ معظم	۱۳۰
۵۰	شاہی معائنہ پولیس	״
۵۱	اظہار اطاعت	۱۳۲
۵۲	علمائے اسلام اور ملک معظم	۱۳۷
۵۳	انڈیا پریس کی قدردانی	۱۳۸
۵۴	ملک معظم کی دہلی سے روانگی	۱۳۹
۵۵	دربار دہلی کا خاتمہ	۱۴۰
۵۶	قلعہ کی نمائش گاہ	۱۴۳
۵۷	والیان ملک	۱۴۸
۵۸	شاہی میلہ کی سیر	۱۵۰
۵۹	شاہی میلے کے بازار اور دکانیں	۱۵۵
۶۰	شاہی میلہ کا دوسرا حصہ	۱۵۷
۶۱	دہلی کی شکرگزاری	۱۵۹
	دسواں باب	
۶۲	کیمپونکی سیر	۱۶۱
	نقشہ دربار دہلی ریلوے	۱۶۲
	تمت	

نذر السلطان

جس طرح دہلی افسردہ قدوم میمنت لزوم خاقان الہند
حضور جارج خامس اور انکے دربار تاجپوشی سے فخر و مباہات
کے اعلیٰ درجہ پر پہنچی اسیطرح دربار دہلی کی یہ تاریخ یادگار اسلام
عالیجناب نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ والیہ ریاست
بھوپال کے اسم گرامی سے منسوب ہوکر فلک اعزاز پر دوامی مقام
حاصل کرتی ہے

مسلمانان ہند کی جماعت مین جو رتبہ بھوپال کی اسلامی ملکہ کو اللہ تعالے
نے دیا ہے وہ آنیوالی نسلوں کے الواح قلوب پر ہمیشہ نقش رہیگا
لہذا نہایت ادب سے اس تاریخی یادگار کو جناب عالیہ کی ذات
با برکات سے نسبت دے کر امید کرتا ہوں کہ ایزد سبحانہ و تعالے
اس نام و کام کو تا ابد برقرار رکھے۔ آمین

کمترین زمن
سید ظہور الحسن دہلوی

دیباچہ

Checked
1937

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

دہلی نے عروج واقبال اور سطوت وجبروت کے ہزارون نمونے دیکھے تاریخ گزشتہ مین جو کچھ گزرا ہے۔ اُس کے در و دیوار پر لکھا ہوا ہے۔ اسکے ہزارہا کھنڈرون کا ہر ہر افتادہ پتھر بجائے خود ایک صفحہ تاریخ ہے اور زبان حال سے جیسی دلچسپ داستان کہین یہ سنا رہا ہے۔ ہندوستان کا کوئی شہر نہین سُناتا۔ لیکن اسکی آخری اقبالمندی کے آگے جس کا تذکرہ ان اوراق پر کیا گیا ہے۔ ساری دنیا کے شہرون کی شان وشوکت مٹ گئی۔ اور اب سچ یہ ہے کہ دنیا کا کوئی شہر۔ خواہ کیسا ہی بڑا ہو اسکی برابری کا دعوے نہین کر سکتا۔ یہ شرف جو ۱۹۱۱ء کے خاتمہ پر دہلی کو حاصل ہوا وہ ساری دنیا مین یادگار ہے۔ اور یہ ایسی ترقی اور خوش نصیبی ہے جو آجتک دنیا کے کسی شہر کو نہین نصیب ہوئی تھی۔ اس مبارک موقع پر ایک مغربی شہنشاہ کے اپنی مشرقی قلمرو کے تاریخی مرکز مین آکے رسم تاجپوشی ادا کرنے سے در اصل مشرق ومغرب باہم ہم آغوش ہو گئے تھے۔ حضور قیصر ہند جارج پنجم ادام اللہ ملکہ و دولتہ کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے دنیا کا ایک سرا دوسرے سرے سے ملگیا تھا اور تقدیر کے منجم نے دہلی کے سواد مین اس بات کی پیشین گوئی کر دی تھی کہ جو سلطنت ہمیشہ مشارق ومغارب ارض پر متصرف ہو کے ساری دنیا مین ایک متحدہ دولت قائم کرنے والی ہے جو سارے ملکون کے نظم ونسق کی ذمہ دار بننے والی ہے جو دنیا کے تمام مذاہب کو ایک برادرانہ رشتہ مین منسلک کرنے والی ہے

جو قوموں اور امتوں کے تعصبات کو مٹا کے انھین شیر و شکر بنانیوالی۔ اور رہا دو کے جھگڑے مٹا کے عالم مین ایک عام امن و امان قائم کرنے والی۔ اور سارے عالم ارضی کو ایک غیر متعصب مہذب و شائستہ اور علمی حکومت سایہ مین لانے والی ہے۔ وہ دولت برطانیہ عظمٰے ہے جسکے جھنڈے کے نیچے دنیا کے تمام مذاہب جملہ ہستین اور کل قومین آزادی و امن و امان اور بے تعصبی اور بے شری کے ساتھ زندگی بسر کرین گی۔ اور وہ مبارک عہد نظر آئے گا جس کی خوش خبری کل مذاہب عالم سُناتے آئے ہین ✤

اِس مین شک نہین کہ دہلی کی سواد مین اس موقع پر دنیوی شان و شوکت او حشمت عظمت کی غیر معمولی ترقی نظر آئی تھی مگر یہ ضمنی چیزین تہین سطحی نگاہ والے شائقین کو بیشک ایک بہت ہی دلچسپ تماشا اور بڑا ابھاری کروفر نظر آگیا تھا لیکن دربار کا باطنی اور حقیقی اثر اس ظاہری نمایش سے بدرجہا زیادہ بڑھا ہوا تھا جس نے دنیا کو بتا دیا کہ سارے صفحہ ہستی پر کس طرح ایک ایسی سلطنت قائم ہو سکتی ہے جو قومی و مذہبی تعصبات سے مبرا ہو اور ہر قسم کی منافقتون کو مٹا کے دنیا والون کو شیر و شکر کر دے۔ بتا ہی نہین دیا بلکہ پیشینگوئی کر دی اور یقین دلا دیا کہ ایسی ایک یونیورسل دولت ضرور قائم ہو گی۔ اور وہ یہی ہماری دولت برطانیہ ہو گی۔ جسکے تاجدار نے آج مغربی تخت سے اُٹھ کے اپنے مشرقی سریر شہنشاہی پر جلوہ افروز ہو کے آنے والے مبارک واقعات کی جھلک اسی وقت دکھا دی۔

اور ایسے دہلی کا یہ فخر کہ اُسی کی سواد مین ایسی عظمت و جبروت کی شان پہلے پہل نظر آئی کل شہرون کے مفاخر سے بڑھا ہوا ہے ہاتفان غیب اُسے یہ مبارکباد سُنا رہے ہین کہ آیندہ صدیون مین اُس آنے والی یونیورسل سلطنت و دولت کا دار السلطنت وہی ہو گا اور اُس کی اس خوش نصیبی کا حال سُن کے کون کہہ سکتا ہے کہ دنیا کا کوئی اور شہر عظمت و جبروت مین دہلی کی ہمسری کی ہوس کر سکتا ہے۔

حضور جارج پنجم نے اِس موقع پر دہلی مین دربار کیا۔ اُس کے حالات

انگریزی میں تو کثرت سے لکھے گئے ہیں۔ لیکن اُردو میں کوئی ایسی کتاب میری نظر سے نہیں گذری جسمیں کل حالات درج ہوں۔ اور جیسا یہ دربار عالی وقار تھا ویسا ہی ظاہر بھی کردیا گیا ہو۔ حالانکہ ضرورت ہے کہ ہندوستان کی ہر زبان میں اسکے مفصل و مشرح واقعات شائع کئے جائیں۔ تاکہ ہندوستان کے ہر گروہ اور دولت برطانیہ کے ہر طبقہ رعایا کو اپنے ملک اپنی سلطنت اور اپنی شہنشاہی کا یہ عروج و اقبال معلوم ہوجائے۔

خصوصاً اہل ہند کو اس امر کے معلوم ہونے کی شاید ضرورت ہے کہ اس عالیشان دربار اور اپنے شہنشاہ فلک پایہ گاہ کے ورود مسعود سے اُن کے وطن اور اُنکے قدیم دار السلطنت کو کیا شرف حاصل ہوا۔ اور اس دربار کے ساتھ ہی ہندوستان کی اُمیدیں کسقدر وسیع ہوگئیں اسمیں شک نہیں کہ قدیم سلطنت کے زوال کے بعد سے ہندوستان ایک عجیب ناکامی و نامرادی میں مبتلا تھا۔ اگرچہ برٹش عہد کی برکتوں نے اُس کی آبادی بہت بڑھا دی تھی۔ تمدن روز افزوں ترقی کر رہا تھا۔ تجارت و فلاحت یوماً فیوماً بڑھتی جاتی تھی۔ ہر طرف امن و آمان قائم تھا۔ ٹھگوں اور ڈاکوؤں سے راستے صاف ہوگئے تھے۔ تار برقی۔ ریل اور ڈاک خانہ کی ترقی کی وجہ سے دور و دراز شہروں اور صوبوں کی مسافتیں گویا گھٹ گئی تھیں۔ اور باہمی تعلقات یکجہتی عروج پاتے جاتے تھے۔ یہ سب کچھ تھا مگر ہندوستان کی ایک محروم القسمتی اور مایوسی سب پر بالا تھی۔ جو اُسے افسردہ خاطر اور مضمحل بنائے ہوئے تھی۔ وہ محروم القسمتی یہ تھی کہ ہندوستان اپنے شہریار جہاں پناہ اور اپنے تاجدار گردوں پایگاہ کی زیارت سے محروم اور اُسکے قدموں سے دور تھا۔

یورپ کی مغربی قوموں کو چاہے بادشاہ کے ہونے نہ ہونے کی پرواہ نہ ہو۔ مگر ہندوستان مشرق میں ہے۔ اور ہم مشرقی لوگ بادشاہ کے دم سے جیتے اور بادشاہ کے نام پر جانیں فدا کرنے کو تیار رہتے ہیں۔ ہمارا نظم و نسق ہی نہیں بلکہ ہماری زندگی بادشاہ کی زیارت سے وابستہ ہے۔ ہمارے دلوں پر نقش ہے کہ ہماری جانیں بادشاہ کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ جبتک وہ جیتا ہے ہم بھی جیتے ہیں۔ اور جس دن وہ نہوگا ہم بھی نہ ہونگے۔ ہماری وطنی روایات سے ثابت ہوسکتا ہے

کہ ہم ہیں کہ اکثر لوگ بادشاہ کی وفات پر اپنی جانیں دیدیا کرتے تھے۔ اور اپنے شہر پا کدیتے تھے خود بھی فنا ہو جاتے تھے۔ لہذا ہماری خوشیاں۔ ہماری مسرتیں اور ہماری سچی ترقیات اُسی وقت تک ہوتی ہیں جبتک ہمارا بادشاہ ہم میں موجود رہتا ہے۔ ایسی قوم کو جو بادشاہ کی ذات سے اسقدر وابستہ ہو بغیر بادشاہ کی زیارت کے کسی بات میں مزہ نہیں آسکتا۔ اور جبتک وہ بادشاہ کے قدموں سے دور رہتی ہے کسی چیز سے لطف نہیں اُٹھا سکتی۔

بادشاہ کے ساتھ ہماری گرویدگی تو اس قدر ہے مگر قسمت نے مدت سے ہمیں اس برکت سے بالکل محروم کر دیا تھا۔ کہنے کو تو پچاس ہی سال ہوئے۔ لیکن سچ پوچھئے تو ہندوستان کی رعایا کو اس نعمت عظمےٰ سے محروم ہوئے کئی صدیاں گزر گئیں۔ کیونکہ دولت مغلیہ کے آخری تاجدار برائے نام بادشاہ تھے۔ اور سارے ہندوستان میں بدنظمی پھیلی ہوئی تھی اور وہ سلاطین اس قابل ہی نہیں ہوتے تھے کہ اُن کے ہونے سے ہندوستان کو ایک بادشاہ کی موجودگی کا لطف آسکتا۔ بلکہ سارا ملک محسوس کر رہا تھا کہ دنیا میں ہمارا کوئی بادشاہ ہی نہیں۔ لہذا حضور **جارج پنجم** کے تشریف لانے سے ہندوستان کو کئی سو برس بعد بادشاہ کا جمال جہاں آرا نظر آیا۔ جس کی رونق افروزی سے جیسی ہمیں مُسرت حاصل ہوئی اُسے اہل مغرب کے آزاد دل محسوس ہی نہیں کر سکتے ۔

بہر تقدیر ان مصالح اور ضرورتوں کو دیکھ کے اور اپنے دلی جوش مسرت کے ظاہر کرنیکے لئے میں نے دربار شہنشاہی کی یہ تاریخ مرتب کی۔ تاکہ کروفر اور جاہ و جلال کی جو تصویریں میری آنکھیں دیکھ چکی ہیں۔ دوسروں کی آنکھوں کے سامنے بھی قائم کر دوں۔ اور ایک مرقع بنا کے زمانے کے ہاتھ میں دے دوں تاکہ وہ اُسے بعد والی نسلوں کے سامنے قائم رکھے۔ اور ہندوستانیوں کی وفا شعاری اور اپنے شہنشاہِ معظم کے ساتھ اُنکی گرویدگی کا ثبوت ابدالآباد تک قائم کر

میں نے اس رسالہ کو مرتب و مکمل تو کر لیا۔ مگر اپنی بے بضاعتی اور بے مقداری کے سبب سے اسکی جرأت نہ ہوتی تھی کہ اسے پبلک کے ملاحظہ میں بھی پیش کروں۔ میری آرزو تھی

کہ شہنشاہ معظم کی اقبال مندی کا یہ تذکرہ کسی ایسے اقبال مند رئیس کے مبارک ہاتھوں سے اشاعت پائے۔ جس کی مربی گری سے میری کوششوں میں چار چاند لگ جائیں۔ اور جس کے نام نامی سے ملک میں اس تالیف کا وقار قائم ہو۔ اس خیال سے میں سراپا آرزو و امید بن کے اسے بارب ستام اختر برج امارت در است گوہر صدف عفت و عظمت

ہر ہائنس حضور نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ جی سی۔ ایس آئی سرپرآرائے ریاست دارالاقبال بھوپال دامت بالعزۃ والعفۃ والکمال بالقابہا کے

ملاحظہ میں پیش کیا۔ محتشم الیہا نے اسے بہت پسند فرمایا۔ اپنے مبارک نام سے معنون کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اور کمال فیاضی و قدردانی سے اس کی اشاعت کے مصارف بھی اپنے ذمہ لیے۔ جس کا میں جسقدر زیادہ شکر گزار ہوں کم ہے۔

ممدوحہ محترمہ دام اقبالہا کی اس توجہ و ذرہ نوازی سے میرا حوصلہ بڑھ گیا۔ اور مجھے اس رسالہ کے شائع کرنے کی جرأت ہوئی۔ اور یقین ہے کہ جب ایسی رئیسہ عالی وقار نے اس کی مربی گری قبول فرمائی ہے تو ملک بھی اسکی بے حد قدر کرے گا۔ اور صرف یہی نہیں کہ اس رسالہ کو پڑھ کے ہندوستانیوں کے دلوں میں اپنے شہنشاہ جہاں پناہ کی محبت و وفاداری کا شوق جوش زن ہوگا۔ بلکہ ہمارے عالی مرتبہ حکام ذوی الاحترام پر بھی روشن ہو جائے گا کہ ہم لوگ اپنے بادشاہ کے تخت و تاج سے کس قدر محبت رکھتے ہیں۔ اور ہماری اطاعت و وفاداری کسقدر سچی ہے ✽

مقام دہلی
دسمبر ۱۹۱۲ء

خاکسار
سید ظہور الحسن عفی عنہ

علماء اسلام اور حضور شہنشاہ معظم

مراسم دربار تاجپوشی کے آخری دن ۱۴ دسمبر کو جبکہ شہنشاہ معظم و ملکہ معظمہ دہلی سے رخصت ہونے والے تھے حضور والا نے بوساطت جناب ہز آنرز سر لوئی ڈین بہادر لفٹنٹ گورنر پنجاب کی وساطت سے آٹھ سربرآوردہ علماء کرام کو نہایت احترام سے شرف ملاقات بخشا اور اس وفد کے ساتھ نہایت خلوص اور محبت سے پیش آئے اور جتنی دیر علماء حضور ممدوحین کی خدمت میں موجود رہے اعلیٰ حضرت شہنشاہ معظم و علیا حضرت ملکہ معظمہ نے بھی بیٹھنا مناسب نہ سمجھا اور وفد کا دعائیہ اڈریس بنفس نفیس شہنشاہ معظم نے اپنے دست مبارک میں لیا۔ اور اختتام ملاقات پر ہر ایک عالم کو جناب حاذق الملک بہادر نے فرداً فرداً پیش کیا آپ نے اپنی خوشنودی و قدردانی کا یقین دلا کر سب کو رخصت کیا۔

جو اس موقع پر علماء کرام باریاب ہوئے اُن کے اسماء ترتیب وار حسب ذیل ہیں۔

جناب مولانا شمس العلماء سید احمد صاحب امام جامع مسجد دہلی۔

جناب شمس العلماء مولوی عبدالحق صاحب حقانی دہلوی۔

جناب مولانا مولوی شبلی صاحب نعمانی ندوۃ العلماء لکھنؤ۔

جناب شمس العلماء ابوالخیر صاحب غازی پوری۔

جناب مولانا مولوی سید علی الحائری مجتہد العصر لاہور

جناب مولانا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی

جناب مولانا مولوی محمد احمد صاحب مہتمم مدرسہ دیوبند

جناب مولانا مولوی سید عبدالسلام صاحب دہلوی

جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب دہلوی

جناب مولانا مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی بھی شامل ہونے والے تھے مگر آپ لاہور جلد تشریف لے گئے۔

انڈیا پریس پر شہنشاہ کی قدردانی اور پیغام

دہلی کا دربار شاہنشاہی جو ہر صورت سے لاثانی اور تاریخ خیز تھا ختم ہو گیا اور اب روانگی کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ اعلان ہوا ہے کہ شہنشاہ معظم گیارہ بجے کیمپ سے روانہ ہو کر ایک بجے سلیم گڈھ اسٹیشن پہنچیں گے۔ شہنشاہ معظم کا ہندوستانی اخبارات پر یہ دوسرا لطف خسروانہ تھا کہ حضور والا مفرد راستہ کو چھوڑ کر ۱۲ بجے دن کے انڈین پریس کیمپ کے سامنے سے گذرے اس مہربانی کی اخبار نویسوں کو پہلے سے اطلاع دیدی گئی تھی۔ اس لیے تمام قائم مقامان پریس اپنے کیمپ کے کنارہ پر صف بستہ موجود تھے۔ اس موقعہ پر شہنشاہی جلوس حسب دستور شاندار اور ایک قابل دید نظارہ بنا ہوا تھا شہنشاہ معظم کی طرف سے حسب ذیل پیغام بذریعہ دستخط مسٹر سی بی بیلی افسر انچارج پریس کیمپ دربار تاجپوشی شائع کیا گیا تھا کہ امپیریل مجسٹی شہنشاہ معظم نے جنرل کیری شاہی ایڈیکانگ کو آج سہ پہر کو بعد اس کیمپ میں بھیجا تھا۔ اور انہیں حکم دیا تھا کہ تمام وقائع نگاران کو ان شاندار خدمات کی بابت جو انھوں نے ایام دربار میں انجام دی ہیں حضور شہنشاہ معظم کا شکریہ پہنچا دیا جائے۔ ہز امپیریل مجسٹی وقائع نگاران کے ساتھ اس محنت انگیز کام میں جو انہیں انجام دینا پڑا۔ ہمدردی رکھتے ہیں۔ اور اس کے خواہشمند ہیں کہ آپ کی قدردانی سے انکو مطلع کر دیا جائے

شام کو بریگیڈیر جنرل برڈووڈ اے۔ ڈی۔ سی۔ اور شہنشاہ معظم کی طرف سے پریس کیمپ میں تشریف لائے۔ اور حضور شہنشاہ معظم و علیا حضرت ملکہ معظمہ کی طرف سے

اظہار شکر گذاری اور خوشنودی کیا۔ ایک وقائع نگار نے اپنے ہمعصروں کی جانب سے تقریر کرتے ہوئے جنرل موصوف سے درخواست کی کہ ہز میجسٹی کی حضور میں تمام وقائع نگاران کی طرف اس دلچسپی کے لیے جو حضور ممدوحین وقائع نگار ان کی بہبودی میں لیتے ہیں عقیدت مندانہ شکریہ ادا کر دیں۔ سر جیمس ڈبلیو۔ بی سی کیمپ میں تشریف لائے اور لارڈ ہارڈنگ بالقابہ کی طرف سے اسی قسم کا ایک پیغام دیا جسکا جواب نہایت گرمجوشی اور دلی خوشی سے دیا گیا۔ ڈنر کے بعد مسٹر الما لطیفی سی۔ ایس۔ نے عقیدتمندانہ ٹوسٹ پرپوز کیا۔ اور مسٹر محمد علی صاحب ایڈیٹر کامریڈ نے کیمپ افسران کی خدمت کا اعتراف کیا۔

ملک معظم نے اپنا شکریہ وقائع نگاران تک پہنچانے پر اکتفا نہ فرماکر حضور قیصر ہند نے شاہی کیمپ سے روانہ ہوتے وقت مقررہ راستہ تبدیل کرکے پریس کیمپ کے برابر سے گزرنا منظور فرمایا اور اسی طرح قائم مقامان اخبارات کے ساتھ اس شفقت و قدر دانی کا اظہار کیا جس پر ہندوستان کے پریس کو جائز طور پر فخر و ناز ہو سکتا ہے

شہنشاہ معظم کی دہلی سے روانگی

شنبہ ۱۶ دسمبر کو بعد دوپہر اعلی حضرت شہنشاہ معظم بار اور سیر و شکار ترائی دامن نیپال کا عزم فرمانے پر قدیم دار السلطنت دہلی میں شہنشاہی دربار تاجپوشی کی شاندار مراسم کا وہ عشرہ اختتام کو پہونچا جسکی مسرت و دلاویزی کا خوشگوار اثر مدت العمر شرکائے دربار کے دلوں سے محو نہ ہوگا اور جو نہ صرف انگریزی حکومت ہند بلکہ ساری سلطنت انگلشیہ کی تاریخ میں بوجہ ان گرانقدر نتائج کے ہمیشہ یادگار رہیگا جو فرمانروائے برطانیہ و انڈیا کے اول مرتبہ اپنی مبارک رسم تاجپوشی کا اعلان

فرمانے کی خاطر اپنی شریک تخت و دولت سمیت بنفس نفیس ہندوستان میں تشریف لانا اور ہز ہائی نس دیگر معززنائیین رعایا کا اظہار اطاعت قبول فرمانے کے علاوہ دہلی پر اس کی قدیم پولیٹیکل عظمت بحال کرنے سے مملکت ہند کی آئندہ نشوونما کے متعلق بر آمد ہونے منصور ہیں۔

ملک معظم کی روانگی کا نظارہ بھی بہت شاندار تھا۔ سڑک پر دورویہ تماشائیوں کا ہجوم تھا جنہوں نے زور شور سے چیرز دیے۔ تقریباً گیارہ بجے صبح کو تمام والیان ریاست حسب خواہش شہنشاہ معظم شاہی کیمپ کی ملاقات والے شامیانے کے نیچے جمع ہوئے اور الوداع کی رسم ادا ہوئی اور دروازہ پر ہندوستانی رسالے کے آدمی بطور گارد تعینات تھے۔ جو ہز ہائینس کی آمد پر سلامی دیتے تھے۔ سوا گیارہ بجے بگل بجا جس سے معلوم ہوا کہ حضور شہنشاہ معظم و علیا حضرت ملکہ معظمہ تشریف لے آئے۔ جب ہر رئیس اپنی اپنی کرسیوں پر جلوہ افروز ہو گئے تو ماسٹر آف سیریمونیز نے ہر ایک والیٔ ریاست کا نام پکارا اور ہر ایک نے آکر سلام عرض کیا۔ شہنشاہ معظم اور ملکہ معظمہ کی شامیانہ سے تشریف بری پر پھر بگل بجا۔ اور جب شاہی گاڑی پر سوار ہو گئے۔ تو باجے نے قومی گت بجائی کیمپ سے رخصت ہو کر حضور اقدس براہ سڑک چوبرجے علی پور۔ کشمیری دروازہ قلعہ میں براہ لاہوری دروازہ داخل ہوئے۔ قلعہ کے اندر بھی شاہنشاہ معظم کی آمد پر سپاہ نے جو وہاں موجود تھی سلامی اُتاری اور ایک سو ایک توپیں سر ہوئیں اور شہنشاہ معظم سلیم گڈھ اسٹیشن سے روانہ ہوئے۔

دربار دہلی کا خاتمہ

ملک معظم کے چلے جانے کے بعد درباری چہل پہل جاری ہی مگر رونق

دن بدن کم ہوتی جاتی ہے ہر ایک ریاست کے نواب و راجہ صاحبان نے علی قدر مراتب درباری اخراجات میں اپنی اولوالعزمی کا ثبوت دکھایا ہے۔ گذشتہ جمعہ کو نواب صاحب بہاولپور نماز جمعہ کے لیے جامع مسجد میں تشریف لائے اور آپ نے فراخ دلی سے شمس العلما مولوی سید احمد صاحب امام مسجد جامع کو پانسو روپیہ نذر کیے عید الضحیٰ کے روز بھی نواب صاحب خیرپور سندھ نے امام صاحب موصوف کو چار پارچہ کا خلعت اور سو روپیہ مرحمت فرمائے تھے۔ دربار کے ایام میں متواتر چار ماہ تک جمعہ کے روز جامع مسجد میں نمازیوں کا مجمع کثیر رہتا تھا ہر طبقہ کے آدمی نہایت ذوق شوق سے امام صاحب کی دست بوسی کرتے نظر آتے تھے۔ امام صاحب نے مسلمانوں کے عظیم الشان مجموں میں برٹش گورنمنٹ کی وفاداری اور قیام سلطنت کے متعلق کئی مرتبہ عمدہ پیرایہ میں تقریریں فرما کر نہایت خلوص اور جوش عقیدت کے ساتھ دعائیں مانگیں۔ حضور نظام بحسن عقیدت بغرض فاتحہ خوانی ہر ایک بڑے مزار پر تشریف لے گئے اور اپنے خسروانہ عطیات سے مسلمانوں کے گلشن امید کو سرسبز فرمایا دو مرتبہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے مزار پر گئے۔ اور وہاں کے خدام کو مبلغ ڈھائی ہزار روپیہ مرحمت فرمائے۔ اور حضرت نظام الدین سلطان الاولیاءؒ کے مزار پر جاکر وہاں کے متوسلین درگاہ کو پانسو روپیہ عطا کیے بعد ازاں حضرت سرمد شہید کے مزار پر ایک ہزار روپیہ چڑھایا۔ اور نیز لال قلعہ پریڈ کے میدان میں حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادیؒ کا مزار واقعہ ہے اس پر حضور نظام نے پانچ سو روپیہ چڑھایا۔ اخیر میں آپ نے درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے مزار پر پانچ سو روپیہ چڑھایا۔ سجادہ صاحب نے تبرکات حضور نظام کے روبرو پیش کیے۔ آپ نے اونہیں قبول فرمایا۔ حضور ملک معظم نے بھی مبلغ تین ہزار روپے جامع مسجد کو عطا کیے۔